سوال

(491)ایک طالبہ کے دینی جذبات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ادارہ ''اہل حدیث'' کی معرفت کالج کی ایک طالبہ کا خط موصول ہوا ہے جس میں اپنے دینی جذبات کا بایں الفاظ اظہار کیا گیا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کا بہت شوق ہے لیکن صنف نازک ہونے کی وجہ سے اس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتی، نیز میرے والد گرامی جہاں میرا رشتہ کرنا چاہتے ہیں وہاں دینی لحاظ سے مطمئن نہیں ہوں، اس ذہنی الجھن سے نجات حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اعزاز ہے، بلکہ شہادت کی تمنا کرنا ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے بایں الفاظ اپنی خواہش کا اظہار فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں، پھر مجھے زندگی مل جائے، پھر اللہ کی راہ میں کٹ جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں، پھر مجھے زندگی دی جائے، پھر اللہ کے راستہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔'' [صحیح بخاری، الجہاد: ۲۷۹۷]

عورتوں کے لئے جہاد میں شرکت کے لئے کئی ایک مواقع ہیں، لیکن ان کا شریک ہونا ضروری نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ ''تمہارا جہاد بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔'' [صحیح بخاری، الجہاد: ۲۸۷۵]

اللہ کے دین میں عورتوں کے اس جہاد ''حج بیت اللہ'' کی اس قدر اہمیت ہے کہ ایک آدمی جس نے غزوہ میں شرکت کے لئے نام لکھوا رکھا تھا، اسے واپس کر دیا گیا کیونکہ اس کی عورت حج کرنا چاہتی تھی۔ [صحیح بخاری، الحج: ۱۸۶۲]

اس پرفتن دور میں عورتوں کو چاہیے کہ گھر میں چاردیواری میں رہتے ہوئے، فرائض وواجبات کی پابندی کریں۔ چادر اور چاردیواری کا تحفظ ہی ان کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔ کتب احادیث میں شہادت کی کئی ایک صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اگر نیت خالص، ایمان کامل اور یقین صادق ہے تو اللہ تعالیٰ شہادت کا شوق رکھنے والی عورتوں کو اس سعادت سے محروم نہیں کرے گا۔ اب ہم سوال میں پیش کردہ ذہنی الجھن کا حل پیش کرتے ہیں۔

رشتۂ ازواج دنیا کا بہت حساس اور انتہائی قیمتی بندھن ہے، اس لئے اس کے ہر نازک پہلو پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کر کے سرانجام دینا چاہیے۔ اسے عام حالات میں ایک بار ہی

اداکیاجاتا ہے۔ بجلی کے بلب کی طرح نہیں ہے، کہ جب جی چاہے اتارکردوسرالگادیاجائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جوراہنما اصول متعین فرمائے ہیں ،اگرانہیں پیش نظر رکھاجائے توکبھی ناکامی اورخسارے کاسامنانہیں کرناپڑتا۔ ہمارے ہاں عام طورپر نکاح کےلئے مال و متاع ،حسن وجمال، حسب ونسب کودیکھا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی نظر میں یہ چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔اس سلسلہ میں اولیت اورترجیح دین واخلاق کوحاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادگرامی ہے کہ ''نکاح کےلئے عورت کی چارچیزوں کودیکھاجاتاہے ،یعنی اس کامال ،خوبصورتی ،خاندانی حسب ونسب اوراسلامی اقداروغیرہ مسلمان کوچاہیے کہ وہ دین داری کوترجیح دےکرکامیابی حاصل کرے۔'' [صحیح بخاری، النکاح :۵۰۹۰]

جولوگ دین کونظرانداز کرکے دیگر معیارزندگی دیکھتے ہیں ،وہ جلد ہی اس کے بھیانک انجام سے دوچار ہوجاتے ہیں کیونکہ ''بلند معیار''کی تلاش میں بیٹوں کواپنے گھر کی دہلیز پربوڑھا کردیاجاتاہے۔اس کے بعدفتنہ وفسادکےعلاوہ کیامل سکتاہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادگرامی ہے:

''جب تمہارے پاس دین واخلاق کاحامل رشتہ آئے تونکاح کردو، بصورت دیگرفتنہ اوربہت بڑافسادہوگا۔''[ترمذی، النکاح:۱۰۸۵]

نکاح کے سلسلہ میں نہ تووالد کوکلی اختیارات ہیں کہ وہ جہاں چاہے اپنی بیٹی کواعتمادمیں لئے بغیراس کانکاح کردے اورنہ ہی عورت مطلق العنان ہے،کہ وہ اپنی مرضی سے جس سے چاہے نکاح کرلے بلکہ جہاں سرپرست کویہ اختیاردیاگیاہے کہ اس کے بغیرنکاح نہیں ہوتا، وہاں اسے پابندبھی کیاگیاہے کہ نکاح سے پہلے وہ بیٹی یابہن کواعتماد میں لے۔امام بخاری رحمہ اللہ جوامیرالمومنین فی الحدیث ہیں اوران کی مصالح عبادپربڑی گہری نظرہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ استدلال میں نصوص کاپہلو بھی انتہائی مضبوط رکھتے ہیں۔ نکاح کے سلسلہ میں انہوں نے بہت متوازن راہنمائی کی ہے۔ وہ سوال میں ذکرکردہ ذہنی الجھن کے حل کےلئے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کرتے ہیں ''جس شخص کایہ موقف ہے کہ ولی کے بغیرنکاح نہیں ہوتا۔''اس کامطلب یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں ولی سرپرست کوبنیادی حیثیت حاصل ہے،پھرایک دوسراعنوان قائم کرتے ہیں کہ 'کوئی باپ یاکوئی دوسرارشتہ دارکسی کنواری یاشوہردیدہ کانکاح اس کی رضاکے بغیرنہ کرے۔'' ان ابواب کاتقاضا ہے کہ نہ توکھلی آزادی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے شادی رچالے اورنہ ہی وہ اس قدرمقہورومجبورہے کہ اس کاسرپرست جہاں چاہے جس سے چاہے اس کاعقدکردے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی مزیدوضاحت کرتے ہوئے ایک تیسراعنوان بیان کرتے ہیں 'اگرکسی نے اپنی بیٹی یابہن کی مرضی کے بغیرنکاح کردیاتویہ نکاح مردودہے۔''

درحقیقت شریعت اعتدال کوقائم رکھناچاہتی ہے نہ توسرپرست کواتنے وسیع اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اپنی بیٹی یابہن کی مرضی کے بغیرجہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کردے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدمبارک میں ایک نکاح ایساہواتوآپ نے بچی کی صوابدیدپرموقوف رکھاکہ اگروہ چاہے تواسے مستردکردے۔ [صحیح بخاری، النکاح:۵۱۳۸]

اورنہ ہی عورت کواس قدرکھلی آزادی دی گئی ہے کہ وہ خودسرپرست کی اجازت کے بغیرنکاح کرکےاپنے خاندان کی عزت وآبروکوخاک میں ملادے۔ ہاں اگرباپ یادوسرے سرپرست کے متعلق باوثوق ذرائع سے پتہ چل جائے کہ وہ اپنے زیرسرپرست کےلئے مہرووفاکے جذبات سے عاری ہے یاوہ دینی ودنیوی مفادات کامحافظ نہیں ہے تووہ خودبخودحق ولایت سے محروم ہوجاتاہے۔ حدیث میں اس کی وضاحت موجودہے،چنانچہ بعض روایات میں ولی مرشدکے الفاظ ملتے ہیں۔ [بیہقی، ص:۱۲۴، ج۷]

اس صورت میں حق ولایت خودبخوددوسرے قریبی رشتہ دارکی طرف منتقل ہوجاتاہے اگرتمام سرپرست کسی غلط جگہ پرنکاح کرنے کےلئے اتفاق کرلیں (اگرچہ ایسابہت کم ہوتاہے) توگاؤں یاشہر کے سرکردہ اورشریف الطبع لوگوں کی سرپرستی میں نکاح کیاجاسکتاہے۔اگریہ صورت بھی ناممکن ہوتوبالآخرعدالتی چارہ جوئی میں کوئی قباحت نہیں۔ اگرعدالت دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پرپہنچے کہ تمام سرپرست نکاح کےلئے کسی غلط کارکاانتخاب کئے ہوئے ہیں توجج کی سرپرستی میں نکاح کیاجاسکتاہے،لیکن اگرباپ یاکوئی دوسراسرپرست صحیح جگہ پرنکاح کرناچاہتاہے لیکن وہاں لڑکی آمادہ نہیں یااپنی کسی غلط کاری کی وجہ سے کسی ایسی جگہ رشتہ کرناچاہتی ہے جوخاندان کےلئے باعث ننگ وعارہے یااپنے آشنا کے ساتھ بھاگ کرعدالتی چھتری کےنیچے نکاح کرلیتی ہے توایسے حالات میں عدالتی نکاح صحیح نہیں ہوگا۔اس سلسلہ میں ہماراعزیزہ کویہی مشورہ ہے کہ وہ چادراورچاردیواری کاتحفظ کرتے ہوئے اپنے والدکوکتاب وسنت کے دلائل سے آمادہ کرے کہ نکاح کے متعلق دینی واخلاقی اقدارکواولیت حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں ازخودکسی رشتہ کی نشاندہی کرنے کےبجائے یہ انتخاب والدین کی صوابدیدپرچھوڑدیاجائے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی مضبوط تعلق قائم کیاجائے اوردعاکرتی رہے کہ وہ اسے دینی لحاظ سے بہترین رفیق حیات عطافرمائے۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:484